نفاذِ شریعت : مفہوم اور تقاضے

شریعت سے مراد محض قانون نہیں ہے جس کو عدالتوں کے ذریعے نافذ کیا جائے۔ شریعت قانون کے ہم معنی نہیں۔ شریعت سے مراد زندگی کا پورا نظام ہے جو عقائد و ایمانیات سے شروع ہوتا ہے' اور عبادات و اخلاقیات پر آتا ہے۔

شریعت کے تقاضے

(الف) ایمان کی آبیاری اور پختگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت ہی کو نافذ کرنے کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے' آپ نے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں' اس کے بعد مدینہ منورہ میں اپنی ساری طاقت صرف فرمائی تھی کہ لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں ایمان کی طاقت بٹھادیں کیونکہ یہ شریعت اس وقت تک نافذ ہی نہیں ہو سکتی جب تک اس کے چلانے والوں میں ایمان موجود نہ ہو' اور جن پر وہ چلائی جائے ان کے اندر بھی ایمان نہ ہو--- اگر ایمان موجود نہ ہو تو ممکن نہیں ہے کہ شریعت کو نافذ کیا جاسکے اور ممکن نہیں ہے کہ جس آبادی پر اس کو نافذ کیا جارہا ہے وہ اس کو برداشت کر لے۔ مثال کے طور پر میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ حدود شرعیہ میں سے ایک حد شرعی یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس کے اوپر عمل وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو۔ وہ سچے دل سے سمجھتے ہوں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ سچے دل سے یہ سمجھتے ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں۔ سچے دل سے یہ مانتے ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی اور کلام نازل ہوا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو رسولؐ کی زبان سے جاری ہو رہا ہے اور سچے دل سے یہ مانتے ہوں کہ اگر ہم نے اس کے نافذ کرنے میں ذرہ برابر بھی کوتاہی کی تو آخرت میں ہمیں اللہ کے روبرو جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اگر یہ چیزیں موجود نہیں ہیں تو حدود شرعیہ کا اجرا ہو نہیں سکتا۔ ممکن ہی نہیں۔

کوئی ایسا فرد جس کو قانون کی شکل میں حد شرعی ملے لیکن وہ اس پر ایمان نہ رکھتا ہو تو وہ پہلی فرصت تلاش کرے گا جس میں اس قانون کو منسوخ کرے اور اپنے لیے نیا قانون بنائے۔ اسی طرح جن لوگوں پر یہ قانون نافذ کیا جاتا ہے اگر ان کے اندر ایمان نہ ہو' وہ یہ نہ مانتے ہوں کہ قرآن برحق ہے اور اسلام کے قانون میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہی ہے' اگر وہ اس کے اوپر یقین نہ رکھتے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کسی غریب' چھوٹے اور بے اثر آدمی کے تو ہاتھ کاٹ دیے جائیں لیکن اگر کسی بااثر آدمی کا ہاتھ کاٹنے کی نوبت آجائے تو بغاوت برپا ہو جائے۔ وہ آبادی اس چیز کو برداشت ہی نہیں کرے گی کہ یہ قانون نافذ ہو۔ اس لیے شریعت سب سے پہلے جس چیز کا تقاضا کرتی ہے

وہ یہ ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے اور جن لوگوں پر اسے نافذ کیا جائے ان کے اندر ایمان ہو، ان کے دلوں میں ایمان ہو۔

(ب) اسلامی اخلاق کا جامع تصور: اس کے بعد دوسری چیز جس کا شریعت مطالبہ کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام جو اخلاقیات دیتا ہے، بھلے اور برے کا جو امتیاز دیتا ہے، خیر و شر کا جو فرق بتاتا ہے اور جو اقدار انسان کو دیتا ہے کہ یہ چیز قیمتی ہے اور یہ چیز بے قیمت ہے، اس کو ٹھیک ٹھیک مان کر سمجھ لیا جائے۔ اگر یہ چیز موجود نہ ہو گی، تو مانتے ہوئے بھی وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ ان میں اخلاق موجود نہ ہو گا۔ اخلاقی حیثیت سے دیوالیہ لوگ، جن کے اخلاق کو گھن کھا چکا ہو، ان کے بس کا یہ کام نہیں ہے کہ شریعت کو نافذ کریں۔ اس لیے کہ شریعت اسلامیہ قانون کے ساتھ اخلاقیات بھی دیتی ہے اور اخلاقیات کا نہایت وسیع تصور دیتی ہے جو زندگی کے ہر معاملے سے تعلق رکھتا ہے۔

(ج) شریعت کو پوری زندگی پر نافذ کیا جائے: اس کے بعد تیسری چیز یہ ہے کہ شریعت کا نظام انسانی زندگی کے پورے دائرے پر محیط ہے۔ وہ اس بات سے بھی بحث کرتا ہے کہ پانی میں پاک کیا ہے اور ناپاک کیا ہے، اس شے سے بھی بحث کرتا ہے کہ انسان نجس کس حالت میں ہوتا ہے اور کس حالت میں کس طرح وہ پاک ہو سکتا ہے۔ یعنی شریعت کوئی محدود سا قانونی تصور نہیں رکھتی۔ آپ دیکھیے کہ فقہ کی کتابیں باب طہارت سے شروع ہوتی ہیں اور دنیا کا کوئی قانون آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس کے اندر طہارت کے مسئلے سے بحث کی گئی ہو۔ بلکہ حقیقت میں دنیا کی کسی زبان میں طہارت کا ہم معنی لفظ موجود نہیں۔ مغربی ممالک جانتے ہی نہیں کہ طہارت کس چیز کو کہتے ہیں۔ ان کی زبان میں اس کا ہم معنی لفظ موجود نہیں۔ لیکن اسلامی شریعت طہارت سے بحث کرتی ہے جو کہ ایک فرد کا معاملہ ہے اور افراد کے اندر طہارت پیدا کرتی ہے۔ افراد کے اندر اسلامی اخلاق پیدا کرتی ہے۔ افراد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے آمادہ کرنا، ان کو بندگی کے طریقے سکھانا، یہ شریعت کا کام ہے۔

پھر افراد کو جوڑ کر ایک جماعت بنانا اور اس جماعت کے اندر اسلامی طریقے رائج کرنا، عبادات سے لے کر نکاح کے معاملات تک اور تجارت سے لے کر سیاست اور قانون و عدالت کے معاملات تک، جنگ سے لے کر صلح تک، ملک کی مالیات سے لے کر ملک کی صنعت و حرفت تک ہر چیز کے بارے میں قانون موجود ہے۔ اس چیز کو اگر نافذ کرنا ہے تو آدمی یہ سمجھ لے کہ انسانوں کی پوری زندگی بدل ڈالنا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف ایک پہلو سے ان کی زندگی کو بدلا جائے بلکہ ان کی پوری زندگی کو ہر پہلو سے، افراد سے لے کر جماعت تک، پوری آبادی کو بدلنا ہے۔ ان کے اندر ایمان داخل کرنا ہے، ان کے اندر اخلاقیات پیدا کرنے ہیں، ان کے اندر آمادگی پیدا کرنی ہے کہ خدا کے قانون کی پابندی کریں اور اس کے بعد تمام معاملات کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ مارکیٹ میں جو لین دین ہو رہا ہے، اس کے اوپر بھی شریعت کو نافذ کرنا ہے، بنکوں میں جو مالیاتی لین دین ہو رہا ہے ان کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا ہے۔ یہ انشورنس کمپنیاں جو چل رہی ہیں، ان کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا

ہے۔ حکومت جو ٹیکس لگاتی ہے اور ٹیکس لگا کر جس طرح خرچ کرتی ہے ان دونوں چیزوں میں' جو قرض دیتی ہے اور جو قرض لیتی ہے' اور قرض لے کر جس طرح خرچ کرتی ہے' ان سب پر بھی شریعت کے احکام کو نافذ کرنا ہے۔ عدالتوں میں بھی شریعت کے احکام کو نافذ کرنا ہے۔

حکومت کے انتظامی شعبوں کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا ہے۔ مثلاً اگر پولیس بے ایمان ہے تو اسلامی شریعت کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک بے ایمان پولیس کے ہاتھ میں اسلامی شریعت دے دی جائے تو وہ پوری آبادی کو نچوا دے گی' تو اس طرح پوری انتظامی پالیسی کو بدلنا ہے' اس کی فوج کو بدلنا ہے' اس کی پولیس کو بدلنا ہے' اس کے تمام حکام اور کارکنوں کو بدلنا ہے۔ رشوت خور لوگ اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

اس طرح سے شریعت کی اس حیثیت کو بھی نگاہ میں رکھیے کہ یہ پوری زندگی کا قانون ہے' کسی ایک پہلو کا نہیں' اور یہ ایمان سے لے کر معاملات کے چھوٹے سے چھوٹے اجزا تک حتیٰ کہ سڑکوں کی صفائی تک سے بھی بحث کرتی ہے۔ سڑک پر کوئی شخص کانٹے بچھاتا ہے یا لوگوں کو تکلیف دینے والی چیز ڈالتا ہے' کوئی نجاست پھینکتا ہے تو وہ ایک گناہ کرتا ہے۔ ان سارے معاملات پر شریعت حاوی ہے۔

شریعت کے اس حاوی ہونے کے پہلو کو نگاہ میں رکھنے کے بعد اب دیکھیے کہ اس کے نفاذ کا کیا مطلب ہے؟

نفاذ شریعت کا ہمہ گیر مطلب: اس کے نفاذ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے مدرسوں میں بیٹھ کر شریعت کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے نفاذ کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ آپ وعظوں اور تقریروں میں اس کو بیان کریں۔ اپنے خطبوں میں اس کو بیان کریں۔ اس کے نفاذ کا مطلب یہ ہے کہ جو احکام شریعت میں ہیں ان کو پوری طاقت سے نافذ کیا جائے۔ جو کام صدر مملکت کا ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ جو وزیراعظم کے کرنے کا کام ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ جو گورنروں اور صوبے کے وزرا کا کام ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کریں۔ جو مالیات کے محکمے کا کام ہے' جو عدالت کے محکمے کا کام ہے' جو اقتصادیات کے محکموں کا کام ہے' جو صحت و تندرستی کے محکموں کا کام ہے وہ سارے کے سارے شریعت کے مطابق چلیں۔ یعنی کوئی ایک چیز نہیں ہے جو درکار ہو' بلکہ پوری کی پوری حکومت کا نظام' پورے کا پورا تجارت و صنعت و حرفت و اقتصادیات کا نظام' پورے کا پورا عدالتی اور معاشرتی نظام' سب کچھ اس کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہر چیز میں اس کو نافذ کرنا چاہیے۔ جو چیز کہ محلے کے لوگوں کے نافذ کرنے کی ہے وہ نافذ کریں۔ جو میونسپلٹیوں کے نافذ کرنے کی ہے وہ نافذ کریں۔ جو چیز قانون ساز اسمبلی کے کرنے کی ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ پوری کی پوری گورنمنٹ اس کے مطابق ہونی چاہیے۔ نہ یہ کہ شیخ الاسلام بنا کر بٹھا دیا جائے یا وزارت مذہبی امور بنا دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ شریعت کا نفاذ ہو گیا۔ یہ کوئی بات نہیں بلکہ پورے کے پورے نظام حکومت کو تبدیل کرنا اور اسلام کے مطابق چلانا ہے۔

اس کا نام ہے نفاذ شریعت! (جمعیت اتحاد العلما کے زیر اہتمام راولپنڈی میں منعقدہ نفاذ شریعت کانفرنس سے خطاب' ہفت روزہ ایشیا' ۱۴ مارچ ۱۹۷۶)